بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کی مسخ شدہ شکلیں

مرتبہ :-

مسعود احمد



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN
[Preaching pure and unadulterated Islam]
www.india.aljamaat.org
204, Saleem Masood Complex, Tolichowki, Hyderabad. - 8.
Cell: 92463 43643 /7396620946

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کی مسخ شدہ شکلیں

اللہ تبارک وتعالیٰ، بادشاہِ دوجہاں ہم سب کا خالق اور مالک ہے۔ وہی ہمارا حاکمِ حقیقی ہے، اسی کے احکام پر چلنے میں ہماری نجات ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام ہر بندے کے پاس براہ راست نہیں پہنچتے۔ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے چند بندے منتخب فرمائے۔ ان بندوں کو انبیاء کہتے ہیں۔ ان بندوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بندوں تک پہنچائے۔ انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور جاتے رہے یہاں تک کہ آخری زمانہ میں اللہ ذوالجلال والاکرام نے محمد المصطفیٰ المرتضیٰ المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور پھر قیامت تک کے لئے سلسلۂ نبوّت کو ختم کر دیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اللہ عزّ وجلّ کے احکام کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں۔ دین اللہ تعالیٰ کا مرتّب کردہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (الشوریٰ۔۱۳) اللہ نے تمہارے لئے دین کا ایک واضح اور سیدھا راستہ بنایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے احکام میں کسی کی شرکت پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۝ اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔
(الکہف ۔ ۲۶)

اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین میں خود ساختہ احکام وقوانین کا اضافہ کرتا ہے تو گویا وہ دین سازی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک بنتا ہے۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔ (الشوریٰ ۔ ۲۱)
کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لئے دین میں شریعت سازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

الغرض اللہ تعالےٰ کے دین خالص میں کسی قسم کی ملاوٹ یا اضافہ ایک قسم کا شرک ہے۔ اسے شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کہتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے دین کا نام "اسلام" اور اسلام کے ماننے والوں کا نام "مسلمین" رکھا ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران ۱۹)
بیشک اللہ کے نزدیک دین (بس) اسلام ہے۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج ۔ ۷۸)
اللہ نے تمہارا نام "مسلمین" رکھا ہے۔

جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین، مذہب یا مسلک اختیار کرتا ہے تو دین، مذہب یا مسلک اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران ۔ ۸۵)
جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔

اسلام دین کامل ہے۔ نہ اس میں کوئی نقص ہے نہ کوئی عیب ہے۔ کامل اور بے عیب چیز میں کسی قسم کا اضافہ یا ترمیم نہیں ہوسکتی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المآئدۃ ۔ ۳)
آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے (بہ لحاظ دین (بس) اسلام کو پسند فرمایا۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے دین کے علاوہ کوئی اور دین پسند نہیں اور نہ وہ اپنے احکام کے ساتھ کسی دوسرے کے احکام کو پسند کرتا ہے لہذا اس نے صاف صاف اعلان فرما دیا :۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (الاعراف ۳)
جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے (بس) اسکی پیروی کرو اور اسکے علاوہ دلیوں

کی پیروی نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے منزل من اللہ کی اتباع کو فرض کر دیا اور جو منزل من اللہ نہ ہو اس کی اتباع کو حرام کر دیا۔

اس آیت کی رُو سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالےٰ کا دین کامل ہے کسی شخص کی رائے حجّتِ شرعیّہ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی شخص اپنی یا کسی دوسرے کی رائے کو حجّتِ شرعیّہ سمجھتا ہے تو پھر اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اُس کے نزدیک وہ رائے منزل من اللہ ہے اور وہ شخص درپردہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی یا کسی دوسرے کی نبوّت کا دعویٰ کر رہا ہے اور یہ قطعاً باطل ہے۔ الغرض کسی شخص کی رائے نہ حجّتِ شرعیّہ ہو سکتی ہے اور نہ اُسے دین میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دین کامل ہو گیا تھا۔ آپ کی زندگی میں دین کا سرچشمہ صرف دو چیزیں تھیں یعنی قرآن مجید اور حدیثِ نبوی، لہٰذا انہی دو چیزوں میں دینِ اسلام مکمل ہوا تھا کسی تیسری چیز میں اسلام یا اسلام کے کسی جزء کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصہ مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :۔

۱۔ دینِ اسلام اللہ تبارک وتعالےٰ کا مرتب کردہ ہے،

۲۔ دینِ اسلام قرآن مجید اور احادیث کے اندر مکمل ہے،

۳۔ مکمل چیز میں اضافہ ناممکن ہے، اور

۴۔ رائے کے ذریعہ دین میں اضافہ یا آمیزش شرک ہے۔

دینِ اسلام میں اضافہ اور آمیزش اس مختصر تمہید کے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند صدیوں بعد اسلام کو کس طرح مسخ کیا گیا، کس طرح اس میں رائے اور فتووں کو شامل کیا گیا، کس کس طرح سے رائے اور فتوے کو ترجیح دی گئی اور احکامِ اسلام کو رد کر دیا گیا۔

ہم اس کتابچہ میں نہ وہ اصول بیان کر رہے ہیں جن کے ذریعہ احکامِ اسلام کو خیر باد کہا گیا اور نہ اسلام کو مسخ کرنے کی تدریجی تاریخ بیان کر رہے ہیں بلکہ ان وضع کردہ اصولوں کی وساطت سے جو نتائج برآمد ہوئے ہم صرف اُن کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اسلام کے متعلقہ احکام بھی پیش کر رہے ہیں تاکہ اس تقابل کے ذریعہ آپ یہ سمجھ لیں کہ وہ نتائج یا مسائل اسلام نہیں بلکہ اسلام کے متوازی دوسرے مذاہب یا اسلام کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔

اسلام کو چند ہی صدیاں گذری تھیں کہ امت کئی فرقوں میں بٹ گئی۔ ہر فرقہ نے اپنا مذہب الگ بنا لیا اور دینِ اسلام کو پسِ پشت ڈال دیا۔ ہم اس کتابچہ میں ان فرقوں کو نظر انداز کرتے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں سمجھا جاتا، ہم تو اس وقت ان فرقوں کا ذکر کر رہے ہیں جو اسلام کے قریب مانے جاتے ہیں حالانکہ وہ بھی قریب نہیں ہیں۔ ان فرقوں سے ہماری مراد اہلِ سنّت کے پانچ فرقے ہیں یعنی اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ ہمیں دکھانا یہ ہے کہ یہ پانچوں کہاں تک اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں۔

ہم فی الحال چند مسائل پیش کر رہے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ اسلام کچھ کہتا ہے اور مذاہبِ خمسہ کچھ کہتے ہیں۔

یہاں یہ بات اور ذہن نشین کر لیجیے کہ اس کتابچہ میں ہم صرف ان مسائل کا نمونہ پیش کر رہے ہیں جن میں یہ پانچوں مذاہب اسلام کے خلاف ہیں، آئندہ کسی کتابچہ میں ہم انشاء اللہ انفرادی طور پر ہر مذہب کا مقابلہ اسلام سے کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ اسلام کچھ کہتا ہے اور یہ مذاہب کچھ کہتے ہیں۔

یہ پانچوں مذاہب، مذاہب ہیں، دین نہیں ہیں۔ انہیں مسالک بھی کہا جاتا ہے اور مکاتبِ فکر بھی۔ ہر مکتبۂ فکر میں فکر کا طرز علیحدہ ہے اور ہر مکتبہ اپنے طرز کے مطابق اسلام کو اپنے مخصوص سانچے میں ڈھالتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب فکر کا طرز ہی بدل جائے تو پھر پانچوں مذاہب میں اسلام کی مسخ شدہ شکلیں بھی مختلف ہوں گی۔

مذاہبِ خمسہ اور اسلام کے تقابل کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اسلام کی چند بنیادی اصطلاحات کا مفہوم ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

عبادت کی چار بنیادی اصطلاحات

(۱) فرض

فرض وہ کام ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ تعالٰے نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہو۔ اُس کام کا کرنا لازمی ہوتا ہے اور اس کا ترک گناہ ہوتا ہے۔

نوٹ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ تعالٰے کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے :-

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی۔

(النسآء ـ ۸۰)

لہٰذا اللہ تعالٰے کے حکم میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں یکساں طور پر فرض ہیں۔

(۲) سنّت

سنّت وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو اور کبھی نہ چھوڑا ہو۔ اس کام کا کرنا بھی فرض یعنی لازمی ہوتا ہے اگرچہ عام اصطلاح میں اس کو فرض کہا نہیں جاتا۔ حکم کی بناء پر جو کام لازمی ہوتا ہے اُسے عام اصطلاح میں فرض کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی بناء پر جو کام لازمی ہوتا ہے اُسے عام اصطلاح میں سنّت کہتے ہیں۔ ناموں کی اس تفریق سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سنّت لازمی نہیں ہوتی بلکہ اختیاری یعنی نفل ہوتی ہے اور یہ بالکل غلط نتیجہ ہے۔ اس نتیجہ نے سنّت کی اہمیت کو ختم کر دیا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

③ نفل

نفل وہ کام ہے جو نہ فرض ہو نہ سنّت۔ اس کام کا کرنا لازمی نہیں ہوتا بلکہ اختیاری ہوتا ہے۔ نفل پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے، نفل کو ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

اگر کسی نفل کام کی قرآن مجید یا حدیث شریف میں کوئی خاص فضیلت وارد ہو یا کسی نفل کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کیا ہو یا کبھی کر کے بعد میں کسی مصلحت سے چھوڑ دیا ہو تو اس کام کو عموماً "مستحب" کہتے ہیں۔

نوٹ: نفل کام صرف اسی حالت میں کارِ ثواب ہے جبکہ اس کا ثبوت قرآن مجید یا حدیثِ نبوی میں ملتا ہو۔ اگر کسی نفل کام کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہو نہ حدیثِ نبوی میں تو وہ کام بدعت ہوگا اور اس کا کرنا گمراہی ہوگا۔

④ واجب

واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب اذا التقی الختانان جزء اوّل ص۸۰)

جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر اس کے ساتھ کوشش کرے تو غسل واجب ہوگیا۔

اس حدیث میں لفظ "واجب" استعمال ہوا ہے اور یہ یقیناً "فرض" کے قائم مقام ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

نوٹ :۔ احناف نے فرض اور واجب میں فرق کیا ہے۔ یہ ان کی اپنی ایجاد کردہ اصطلاح ہے جس کا قرآن مجید یا حدیثِ نبوی سے کوئی ثبوت نہیں۔

قرینہ صارفہ "قرینہ" اُس بات کو کہتے ہیں جو کسی کلام کے اصل منشا کی طرف رہنمائی کرے۔

"صارفہ" پھیرنے والی کو کہتے ہیں۔

قرینۂ صارفہ کے معنیٰ ہیں : "پھیرنے والی بات"

قرینۂ صارفہ سے اصطلاحاً وہ بات مراد ہوتی ہے جو کسی کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیر دے یعنی "قرینۂ صارفہ" وہ بات ہے جس سے حکم دینے والے کی منشا ظاہر ہو جائے کہ وہ اس حکم کو فرض قرار نہیں دے رہا بلکہ صرف اس کی فضیلت بیان کر رہا ہے یا اس کی اجازت دے رہا ہے۔ مثلاً

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُمًا (المآئدۃ - ۹۶)

اور (اے ایمان والو) تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے جب تک تم احرام کی حالت میں رہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ۔ (المآئدۃ - ۱)

(اے ایمان والو) جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا۔

اسی آیت میں آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (المآئدۃ - ۱) اور (اے ایمان والو) جب تم احرام اتار دو تو شکار کیا کرو۔

اس آیت میں حکم ہے کہ احرام اتارنے کے بعد شکار کرو۔ اس حکم سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احرام اتارنے کے بعد شکار کرنا فرض ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ حالتِ احرام میں شکار کی جو بندش تھی اس حکم سے اس بندش کو ختم کیا جا رہا ہے یعنی یہ حکم اس بات کی اجازت ہے کہ اب شکار کر سکتے ہو۔ پہلے جو بندش تھی وہی اس حکم کو فرضیت سے اجازت کی طرف پھیر رہی ہے یعنی حالتِ احرام میں شکار کی بندش "قرینۂ صارفہ" ہے جو احرام اتارنے کے بعد شکار کرنے کے حکم کی فرضیت کو اجازت کی طرف پھیر رہا ہے یعنی احرام اتارنے کے بعد شکار کرنے کے حکم سے شکار کرنے کی اجازت مراد ہے نہ کہ شکار کی فرضیت۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ قبل المغرب جزء ۲ صفحہ)

نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو (تین مرتبہ آپ نے اس کلمہ کو دہرایا پھر) اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنالیں تیسری مرتبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: جو (پڑھنا) چاہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کا تین مرتبہ حکم دیا۔ کیونکہ حکم کی تعمیل فرض ہوتی ہے لہٰذا آپ نے اپنے حکم کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیرنے کے لئے فرمایا: "جو چاہے"۔ یہ الفاظ "جو چاہے" اس بات پر قرینہ ہیں کہ حکم سے مراد آپ کا استحباب بتانا تھا نہ کہ فرض کرنا گویا یہ الفاظ "جو چاہے" قرینۂ صارفہ ہیں جو اس نماز کے وجوب کو ساقط کرکے اس کے استحباب کو ثابت کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس حدیث میں سنت کا لفظ فرض کے قائم مقام واقع ہوا ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سنت یعنی لازمی نہیں بنانا چاہتے تھے لہٰذا آپ نے "لِمَنْ شَاءَ" فرما کر اس کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیر دیا۔

بدعت مستحب بن گئی

مغرب کی اذان کے بعد فرض نماز سے پہلے دو رکعات مستحب بھی ہیں جس کی مندرجہ بالا حدیث میں تین بار تاکید کی گئی ہے اور نہ پڑھنے کی ایک بار اجازت دی گئی ہے۔ علماء کو اس حدیث کا علم ہوتا تو عوام ضرور استفادہ کرتے۔

مغرب کے تین فرائض کے بعد دو رکعات سنت ہیں لیکن دو رکعات نوافل کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں لہٰذا بدعت ثابت ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کو مستحب بنا لیا گیا اور مستحب کو نظرانداز کر دیا گیا۔ (محمد صدیق میمن)

فرض کن الفاظ سے ثابت ہوتا ہے

فرض کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف الفاظ استعمال فرمائے ہیں :-

(۱) کتاب یا کتابت یا ان کے ماضی، مضارع وغیرہ : مثلاً کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (البقرۃ - ۱۸۳) تم پر روزے فرض کر دیے گئے، کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ (البقرۃ ۱۷۸) تم پر قصاص فرض کر دیا گیا۔

(۲) فرض یا فریضۃ یا ان کے ماضی، مضارع وغیرہ : مثلاً فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ (النسآء - ۱۱) (ورثہ میں تمام وارثوں کے حصے) اللہ کی طرف سے فرض ہیں۔ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض صدقۃ الفطر جزء ۲ صفحہ ۱۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کو فرض کر دیا۔

(۳) امر یا اس کے ماضی، مضارع وغیرہ : مثلاً اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (یوسف - ۴۰) اللہ نے حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اُس کے۔ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ اَنْ نُّلْقِیَ الْحُمُرَ الْاَہْلِیَّۃَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر جزء ۵ صفحہ ۱۷۴) خیبر کی لڑائی میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہری گدھوں (کے گوشت) کو الٹ دیں۔ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف جزء اول صفحہ ۲۰۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔

(۴) کسی بھی فعل کا صیغۂ امر : مثلاً وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النور - ۵۶) نماز قائم کرو، وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الاحزاب - ۷۰) سچی بات کہو، قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ - ۸۳) لوگوں سے اچھی بات کہو (یعنی نرمی سے بات کرو)، قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا (البقرۃ - ۱۳۶) (اے ایمان والو) کہو کہ ہم اللہ

برادر جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے، فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرۃ - ۱۴۴) مسجد الحرام کی طرف منہ کرو، وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (آل عمران - ۱۰۴) اور (اے ایمان والو) تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی دعوت دے، اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل اللھم ربنا ولک الحمد جزء اول ص۲۰۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

فرقوں میں اسلام نہیں

اصول ۱ــ | اللہ تعالےٰ کی اطاعت فرض ہے اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے لہذا جب اللہ تعالےٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیں تو اس کام کا کرنا فرض ہوگا سوائے اس صورت کے کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔

اصول ۲ــ | اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے لہذا جب اللہ تعالےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے منع فرمائیں تو اس کام کا کرنا حرام ہوگا سوائے اس صورت کے کہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔

اصول ۳ــ | اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (الاعراف ـ ۱۵۸)

رسول کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران ـ ۳۱)

(اے رسول) کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو (اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ (الزخرف ـ ۶۱)

(کہہ دیجئے) میری پیروی کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ :۔

إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوٰۃ اللیل جزء ۲ صـ۶۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ جزء اول صـ۲۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کو باوجود اس کے کہ اس کا کرنا آپ کو محبوب ہوتا تھا محض اس اندیشہ سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ لوگ بھی اس پر عمل کریں گے پھر یہ ان پر فرض ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو اپنی اُمت پر فرض کرنا چاہتے تھے اُسے ہمیشہ کرتے رہتے تھے اور جس کام کو فرض کرنا نہیں چاہتے تھے اُسے کبھی کبھی چھوڑ دیا کرتے تھے۔

مندرجہ بالا آیات و حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور کبھی نہیں چھوڑا اور اس کام کا کرنا فرض ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ اصطلاحاً اسے سنت یا سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

اعتراض | مندرجہ بالا احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی نے اپنے گمان کا اظہار کیا ہے لہذا یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔

جواب | وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ (آپ اس کام کو کرنا پسند فرماتے تھے) یہ خبر ہے، گمان نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی کو بغیر آپ کے بتلائے کیسے علم ہو سکتا تھا، محض گمان سے ایسی بات نہیں کہی جا سکتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی کی اس حدیث کی تائید مندرجہ ذیل مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات قیامِ رمضان باجماعت ادا فرما کر چوتھی رات کو قیامِ رمضان باجماعت ادا نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا :-

وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ — مجھے تمہاری طرف نکلنے سے اور کوئی چیز مانع نہیں

إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ
ہوئی سوائے اس چیز کے کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔
(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ صلوٰۃ اللیل جزء ۲ ص ۶۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام کو ہمیشہ کرنا اس کام کو فرض بنا دینا ہے۔ آپ نے رمضان میں قیام اللیل اور جماعت کے اہتمام کو ترک کر دیا حالانکہ آپ اسے پسند فرماتے تھے محض اس لئے کہ کہیں قیام رمضان اور اس کی باجماعت ادائیگی امت پر فرض نہ ہو جائے۔ تین رات کے بعد آپ نے قیام اللیل کو اسی طرح ادا کیا جس طرح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ادا فرماتے تھے۔ اس طرح قیام رمضان کی فرضیت ختم ہو گئی۔

نوٹ: قیام اللیل تہجد کو کہتے ہیں جو قرینہ صارفہ سے مستحب ثابت ہوئی، اسی نماز کو رمضان میں قیامِ رمضان کہتے ہیں جس کا نام بعد میں تراویح رکھ لیا گیا۔ اب چند فتوے دیکھئے:-

(۱) تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں (درّمختار) (۲) تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے (درّ مختار، ہدایہ، شرح وقایہ) (۳) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ (شرح وقایہ)
(۴) تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ رکعت ثابت ہے (ہدایہ، شرح وقایہ)
(۵) مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیس سنّتِ خلفائے راشدین سے (شرح وقایہ، ہدایہ) (۶) حضرت عمرؓ نے جو "بدعت" کا لفظ فرمایا اس سے لغوی معنی مراد ہیں (شرح وقایہ) (۷) تراویح آٹھ سنّت ہیں اور بیس مستحب ہیں (شرح وقایہ)

تبصرہ: جیسا کہ "عبادت کی چار بنیادی اصطلاحات" میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ مستحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قولِ مبارک کے ذریعہ قرینہ صارفہ سے ثابت ہوتا ہے بیس رکعات کی احادیث ان فتوؤں سے بھی ضعیف ثابت ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ کا قولِ بدعت تراویح باجماعت کے لئے تھا جو دراصل بدعت نہیں تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز تین روز تک باجماعت پڑھائی تھی۔ حضرت عمرؓ کی طرف بیس رکعات کا جو ذا [illegible]

ع۔ از ناصر الدین البانی) محمد صدیق تیمی۔

۱ — عید کی نماز

اہلحدیث مذہب | نمازِ عیدین کی سنّت ہے (البلاغ المبین ص۲۹۶) اہلحدیث کے نزدیک سنّت اور نفل ایک چیز ہے۔ صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ سنّت، نفل، مندوب، مستحب..... یہ تمام الفاظ ہم معنیٰ اور مترادف ہیں"۔

(صلوٰۃ الرسول ص۲۳۶) شمس الحق صاحب لکھتے ہیں:۔

(فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیتہ) ھذا عام فی جمیع النوافل المرتبۃ مع الفرائض والمطلقۃ الا فی النوافل التی ھی من شعائر الاسلام وھی العید والکسوف) (عون المعبود $\frac{1}{542}$)

الغرض اہلحدیث کے نزدیک نماز عید نفل ہے۔

حنفی مذہب | وتجب صلوٰۃ العید۔ یعنی نماز عید واجب ہے (ہدایہ $\frac{1}{142}$)

شافعی مذہب | ھی سنۃ یعنی نماز عید سنّت ہے (منہاج الطالبین ص۲۲) صلوٰۃ العیدین سنۃ (منہج الطلاب ص۲۱) یعنی عیدین کی نماز سنت ہے۔

مالکی مذہب | سن لعید رکعتان، یعنی عید کی دو رکعت سنّت ہیں۔ (مختصر العلامۃ خلیل ص۴۹)

حنبلی مذہب | وھی فرض علی الکفایۃ، یعنی نماز عیدین فرض کفایہ ہے (المقنع لابن قدامۃ ص۲۴۳)۔

نوٹ: فرض کفایہ سے مراد یہ ہے کہ اگر چند لوگ نمازِ عید پڑھ لیں تو کافی ہے۔ پوری آبادی کو پڑھنا لازم نہیں۔

دینِ اسلام | نمازِ عید اسی طرح فرض ہے جس طرح نمازِ جمعہ فرض ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلٰى مَا

هَدٰىكُمْ (البقرۃ - ۱۸۵) تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرو اور اللہ نے جو ہدایت تمہیں دی ہے اس (نعمت) پر اس کی بڑائی بیان کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح روزوں کی گنتی پوری کرنا فرض ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی سے مراد یہاں نماز عید الفطر ہے (مضمون "فرض کن الفاظ سے ہوتا ہے" ۴ ملاحظہ فرمائیں)

(۲) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں :۔ "صلوٰۃ الأضحیٰ رکعتان وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان وصلوٰۃ المسافر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم وقد خاب من افترٰی" یعنی ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان (اقدس) سے یہ کلمات ادا ہوئے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور مسافر کی نماز دو رکعت ہے۔ یہ پوری ہیں، ان میں قصر نہیں ہوا ہے اور جو شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر افترٰی کرے وہ نامراد ہوگیا (رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وسندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء ۲ صفحہ ۳۴۰)

نوٹ :۔ نماز جمعہ اور نماز مسافر کے ساتھ عیدین کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز جمعہ اور نماز مسافر کی طرح نماز عیدین فرض ہے۔ مزید برآں قصر فرض نماز میں ہوتا ہے نہ کہ نفل نماز میں۔ قصر کا ذکر بھی نماز عیدین کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) ایک مرتبہ عہد رسالت میں ۲۹ رمضان کو چاند نظر نہ آیا۔ اگلے دن سب نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں ایک قافلہ آیا۔ قافلہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ شام کو چاند دیکھا تھا، فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفطروا من یومھم وان یخرجوا العید ھم من الغد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دن روزہ کھولنے کا حکم دیا اور اگلی صبح کو عید کے لئے نکلنے کا حکم دیا) {رواہ ابوداؤد والنسائی واحمد۔ بلوغ الامانی ۹/۲۶۶ - سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صفحہ ۴۵۵}

نوٹ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے لئے نکلنے کا حکم دیا لہٰذا اصول ۱ کی رو سے عید کی نماز فرض ہوئی۔

(۴) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ہمیشہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلق .. دنیوی تعلقات نہیں

وجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانٌ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946